دعوت دین اور اقامت دین کی کاوشوں میں

خواتین اسلام

کی دینی اور تحریکی ذمہ داریاں

تالیف

مولانا مفتی محمد ایاز صاحب

اشاعت اکیڈمی

عبدالغنی پلازہ محلّہ جنگی پشاور

091-2580325 / 2590315

خواتین اسلام کی دینی و تحریکی ذمہ داریاں

ابومعاویہ مولانا مفتی محمد ایاز حفظہ اللہ

العلم پبلیکیشنز محلہ جنگی پشاور
091-2590315

فہرست مضامین

- حرف آغاز 281
- حقیقی مسلمان 284
- غیر شعوری مسلمان 284
- مسلمان ہونے کے معنی 285
- خواتین اسلام سے مطالبہ 290
- آپ کے فرائض 291
  - آپ کا پہلا کام 292
  - آپ کا دوسرا کام 292
  - آپ کا تیسرا کام 292
  - آپ کا چوتھا کام 293
- ایک فیصلہ طلب سوال 294
- تحریکی و تنظیمی خواتین سے چند باتیں 295
- خوش فہمی 298
  - پہلی وجہ 298
  - دوسری وجہ 299
  - تیسری وجہ 299
  - چوتھی وجہ 300
  - پانچویں وجہ 300
- ضمیر کی آواز 303
- آزمائش 304
- دینی مطالعہ 305

رزق حلال	305
رشتہ داریاں	306
دنیاپرستی	307
غریب تحریکی بہنیں	308
زرق برق لباس	308
دعاکیجیے	311
محترم خواتین	312

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

دنیا کی ساری چہل پہل اور گہما گہمی تنہا مردوں کے وجود سے نہیں ہے، بلکہ اس نظام میں عورتوں کا بھی بھرپور کردار شامل رہا ہے۔ جس طرح دنیا کے لیے محنت و کوشش تمام مرد و عورت کرتے ہیں اور دنیا کے کاروبار چلانے میں ایک دوسرے کی مدد اور معاونت کرتے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے سانچے میں ڈالنا اور دعوت دین اور اقامت دین کی محنت ہر مرد و عورت کی ذمہ داری ہے۔

دین کا علم و عمل جب مردوں اور عورتوں دونوں ہی فریق کے لیے ہے، اور دین کا سیکھنا سکھانا اور دعوت دین سب کی ذمہ داری ہے تو اپنے اس فریضہ کو ادا کرنے کے لیے ہر مرد و عورت کو کوشاں رہنا از بس ضروری ہے۔ قرن اول کی عورتوں نے دین کو پھیلانے اور دین کا چرچا کرنے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ سب سے پہلے دین اسلام قبول کرنے والی شخصیت عورت ہی کی تھی (یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور سب سے پہلے جس نے اسلام کے قبول کرنے کی سزا میں جام شہادت نوش کیا تھا وہ بھی عورت ہی تھی یعنی حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ابو جہل بدبخت کے نیزہ مارنے سے شہید ہوئیں۔

یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا باعث ان کی بہن حضرت فاطمہ بن الخطاب رضی اللہ عنہ بنی تھیں اور یہ بھی سیرت و تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے کہ جب ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو جہاں اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے مردوں نے ہجرت کی تو عورتیں بھی ساتھ تھیں، پھر ان پاکیزہ خواتین نے جہاد کے مختلف معرکوں میں بھی حصہ لیا اور دین کو سربلند دیکھنے کے لیے اپنے شوہروں اور بچوں کو جنگ کے میدانوں میں خوشی خوشی بھیجا کرتی تھیں، بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ بعض عورتوں نے اپنے شوہروں کو جہاد کے لیے اکسا کر اور طعنے دے کر میدان کارزار کے لیے روانہ کیا۔

کیا آج کل کی عورتیں اسلام کا دم نہیں بھرتی ہیں؟ کیا ان کو اسلام سے نسبت اور تعلق نہیں ہے؟ کیا ان کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا دعویٰ نہیں ہے؟ اگر دعویٰ ہے اور ضرور ہے تو پھر اسلام کے سیکھنے سکھانے اور اپنے فرائض کو پہچان کر عمل پیرا نے ہونے اور دین کی دعوت اور اقامت کے لیے کیوں حرکت میں نہیں آتیں؟ اکثر عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ لباس اور زیور میں کافر و مشرک عورتوں کی پیروی کرتی ہیں، مجلس میں تیری میری برائی شروع کر دیتی ہیں۔ آخرت کی ذرا بھی فکر نہیں۔ نماز پر نماز غارت کرتی رہتی ہیں، روزے پر روزہ چھوڑتی چلی جاتی ہیں، زیور کی حرص ہے، مگر زکوۃ کا کچھ دھیان نہیں۔ دین کی دعوت اور اقامت کا ذرا بھی فکر نہیں، کیا یہی مسلمانی ہے؟

یوں تو پورے ہی معاشرے کی اصلاح کی ضرورت ہے، لیکن خصوصیت کے ساتھ اصلاح نسواں پر زیادہ توجہ دینا ضروری ہے، کیونکہ ہر بچہ کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ ماں صحیح مسلمان ہو گی تو بچہ کو بھی اسلام سکھائے گی اور اسلام کے احکام و آداب کی تعلیم دے گی، کیونکہ کسی بھی قوم کی خواتین کا اس قوم کی تعمیر و تربیت میں بھرپور کردار ہوتا ہے۔ ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی درسگاہ بھی ہے اور تربیت گاہ بھی اور یہ ایسی موثر درس گاہ ہے کہ یہاں کا سیکھا ہوا سبق ذہن و قلب پر پتھر کے نقش سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے اور ساری عمر نہیں بھولتا۔

چنانچہ امت مسلمہ کے لیے بھی جتنی اہمیت مردوں کی دینی اصلاح کو حاصل ہے خواتین کی دینی تعلیم و تربیت اس سے کسی طرح کم اہمیت نہیں رکھتی، ایک تو اس لیے کہ اسلامی احکام کا خطاب جس طرح مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کو بھی ہے، بلکہ بعض احکام ایسے ہیں جو خواتین ہی سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے اس لیے کہ خواتین کی تربیت بالآخر پوری قوم کی تربیت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی خطابات میں تو مرد اور عورتیں دونوں ہی مخاطب ہوتی تھیں، لیکن کبھی کبھی آپ صلی

اللہ علیہ وسلم خاص طور سے خواتین کو خطاب کرنے کے لیے الگ نشستوں کا انعقاد کرتے تھے، تاکہ خواتین کی تربیت خصوصی اہمیت کے ساتھ ہوسکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی پیروی میں ہر دور کے علماء اور بزرگانِ دین نے بھی اپنے وعظ وخطاب اور تصنیف وتالیف میں خواتین کی اس خصوصی اہمیت کو ملحوظ رکھا ہے اور بہت سی کتابیں خاص طور پر عورتوں ہی کے لیے لکھی گئی ہیں۔ الحمد اللہ اردو زبان میں بھی مسلمان خواتین کے لیے ایسی کتابوں کا وافر ذخیرہ موجود ہے جو ان کی دینی ضروریات کو پورا کرسکے۔

اس رسالے میں اسلام کے تقاضے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور جگہ جگہ حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلمان خواتین کو جھنجھوڑا گیا ہے جو اخلاص اور ہمدردی پر مبنی ہے۔ اللہ جل شانہ سے امید ہے کہ یہ رسالہ تاریکی میں روشن چراغ اور مسلمان خواتین خصوصاً تحریکی اور داعی خواتین بہنوں کے لیے نافع ومفید ثابت ہو۔

اس رسالہ کو ترتیب دینے کے لیے درجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ تحریکی خواتین سے چند بے لاگ باتیں

۲۔ مسلم خواتین سے اسلام کے مطالبات

۳۔ تحفہ خواتین

حقیقی مسلمان

آج اس دنیا میں کروڑوں انسان ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، مگر جس دنیا کو ہم دنیائے اسلام کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس کا حال بالکل ایک چڑیا گھر کا سا ہے۔ جس طرح چڑیا گھر میں قسم قسم کا جانور بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والا موجود ہوتا ہے اور مختلف قسم کے جانوروں میں کوئی چیز اس کے سوا مشترک نہیں ہوتی کہ سب ایک چڑیا گھر میں رہتے ہیں۔ تقریباً ایسا ہی حال مسلمانوں کی دنیا کا بھی ہے کہ اس میں طرح طرح کے آدمی جمع ہیں۔ ان میں ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ کے وجود میں شک ہے، ایسے بھی ہیں جن کو وحی و رسالت میں شبہ ہے، ایسے بھی ہیں جو آخرت کے منکر ہیں اور یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ مرنے کے بعد خدا کی عدالت میں کبھی اس زندگی کا حساب بھی پیش کرنا ہے، ان میں وہ بھی ہیں جو بھلائی اور برائی کی اس تمیز سے انکار کرتے ہیں جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے اور جانوروں کی طرح غافل زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، وہ بھی ہیں جن کی نگاہ میں اسلام کا سکھایا ہوا طریق زندگی صحیح نہیں ہے اور جنہوں نے دنیا کے دوسرے طریقوں میں سے اپنی خواہشات کے مطابق کوئی طریقہ پسند کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور مسلمان کہلائے جانے پر مصر بھی ہیں اور وہ تمام حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں جو مسلمانوں کی سوسائٹی میں ایک مسلمان ہی کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس مجموعے میں بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو فی الواقع اس معنی میں مسلمان ہوں جس معنی میں اسلام کسی شخص کو مسلمان کہتا ہے۔

غیر شعوری مسلمان:

آخر یہ صورت حالات کیوں ہے؟ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہماری مسلمان دنیا زیادہ تر نسلی مسلمانوں پر مشتمل ہے، جو صرف اس وجہ سے مسلمان ہیں کہ ان کے باپ دادا مسلمان تھے اور اتفاق سے یہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہو گئے ہیں۔

آپ اگر سنجیدگی سے غور کریں تو یہ حقیقت آپ پر واضح ہو جائے گی کہ انسان کو پیدائش سے نسب مل سکتا ہے، نسلیت مل سکتی ہے، وطنیت مل سکتی ہے، لیکن کسی شخص کو محض پیدائش سے اسلام نہیں مل سکتا۔ آدمی پیدائشی طور پر جاٹ ہو سکتا ہے، راجپوت ہو سکتا ہے، ہندوستانی ہو سکتا ہے، انگریز اور جرمن ہو سکتا ہے، لیکن ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ سے آدمی کو دین نہیں مل سکتا۔ دین تو صرف اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ آدمی جان بوجھ کر اسے پسند کرے اور اپنے ارادے سے اس کو اختیار کرے۔ یہ وجہ ہے کہ ہم میں سے جو لوگ نسلی مسلمان ہیں اور محض باپ دادا کے گھر سے انہیں اسلام سے نسبت حاصل ہوئی ہے، ان کے پاس مسلمانوں جیسے نام تو ہیں لیکن وہ صفت ان میں مفقود ہے جس کا نام اسلام ہے، ان کے سامنے وہ طریق زندگی ہے ہی نہیں جو اسلام نے ان کے لیے تجویز کیا ہے۔ انہوں نے نہ کبھی اسے جاننے کی کوشش کی ہے، نہ اسے اپنے لیے پسند کیا ہے اور نہ اس پر چلنے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ اسلام کی جو حقیقت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

ذَاقَ طَعْمَ الاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّ بِالاِسْلَامِ دِیْنًا۔

یعنی ایمان کا مزا چکھا اس شخص نے جو راضی ہو گیا اس پر کہ اللہ ہی اس کا رب ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رہنما ہوں اسلام ہی اس کا طریق زندگی ہو۔

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس شخص نے سوچ سمجھ کر اسلام کو برضا و رغبت قبول نہیں کیا وہ اسلام اور ایمان کے مزے تک سے ناآشنا ہے، اس نے دین کا ذائقہ چکھا ہی نہیں۔

مسلمان ہونے کے معنی:

مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ایک آدمی پورے شعور کے ساتھ یہ فیصلہ کرے کہ دنیا میں خدائی، پروردگاری، آقائی اور معبودیت کے جتنے مدعی پائے جاتے ہیں ان سب میں سے صرف ایک رب العالمین ہی کی بندگی اسے کرنی ہے۔ جن جن طاقتوں کا یہ دعویٰ ہے کہ آدمی ان کی مرضی کی پیروی کرے، ان کے احکام کی اطاعت کرے اور اپنی شخصیت کو ان کے

حوالے کر دے، ان سب میں سے صرف ایک اللہ ہی کی ہستی ایسی ہے جس کے آگے سر اطاعت اسے جھکا دینا ہے، اور وہی ہے جس کی مرضی اسے ڈھونڈتی ہے، پھر مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے مختلف طریقوں کے درمیان آدمی یہ فیصلہ کرلے کہ اسے صرف وہی ایک طریق زندگی پسند ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے۔ دوسرے طریقوں کو ترجیح دینا تو درکنار، ان کی طرف کوئی رغبت اور لگاوٹ بھی اس کے دل میں نہ ہو، اس کو دل سے اسلام ہی کا طریقہ مرغوب اور پسندیدہ ہو۔ پھر مسلمان ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں انسان کی رہنمائی اور رہبری کے جتنے مدعی گزرے ہیں اور آج پائے جاتے ہیں ان سب کے درمیان ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آدمی اپنی رہنمائی کے لیے چن لے اور فیصلہ کرلے کہ اسے بس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا ہے۔

اس طرح جب کوئی شخص اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رہنما تسلیم کرلے تب کہیں وہ مسلمان ہوتا ہے اور جس نے اس طرح سے اسلام قبول کیا تو اب اس کا کام یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو اللہ کی مرضی اور اسلام کے قانون اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے تابع کر دے۔ پھر اس کے لیے چون وچرا کرنے کا کوئی موقع باقی نہیں رہتا، پھر اسے یہ کہنے کا حق نہیں رہتا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں یہ حکم دیا ہے، اور اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ رہنمائی کی ہے، اور اگرچہ قرآن اس بارے میں یہ فیصلہ دیتا ہے مگر میری رائے اس سے متفق نہیں ہے اور میں چلوں گا اپنی ہی رائے پر، یا دنیا کا چلتا ہوا طریقہ اس کے خلاف ہے اور مجھے پیروی اسی طریقہ کی کرنی ہے جو دنیا میں چل رہا ہو۔ یہ رویہ جس شخص کا ہو اس کے متعلق سمجھ لینا چاہیے کہ حقیقت میں وہ ایمان لایا ہی نہیں ہے۔ حقیقی ایمان لانا تو یہ ہے کہ آدمی اپنی پسند کو، اپنی خواہشات اور جذبات کو، اپنے خیالات اور نظریات کو پوری طرح اسلام کے ماتحت کر دے قرآن میں ارشاد ہے اُدۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً "اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ" اور ہر اس غیر اسلامی طریقہ کو رد کر دے جو دنیا میں رائج و مقبول ہو یا جس کی طرف نفس کا شیطان رغبت دلائے۔

یہی بات ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیان فرماتے ہیں:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ۔

"تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات نفس اس ہدایت کے تابع نہ ہو جائیں جسے میں لایا ہوں"۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک آدمی کے نفس کا شیطان خدا کے آگے ڈگیں ڈال نہ دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کے آگے سر تسلیم خم نہ کر دے اس وقت تک آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک کسی شخص کے نفس کا یہ دعویٰ قائم ہے کہ زندگی میں میری خواہش کی اطاعت ہونی چاہیے، اس وقت تک اس کے دل میں ایمان و اسلام نہیں ہے۔ ایمان و اسلام تو یہ ہے کہ آدمی کا دل کہنے لگے کہ میں بے چون وچرا دین کی اطاعت پر راضی ہوں۔

پھر اسلامی زندگی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی میں ذمہ داری کا احساس ہو۔ مومن کی زندگی ایک ذمہ دارانہ زندگی ہوتی ہے۔ جس دل میں ایمان موجود ہو وہ کبھی اس احساس سے خالی نہیں ہو سکتا کہ اسے اپنی زندگی کے سارے اعمال کے لیے، خیالات کے لے، خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے، اس کو مرنے کے بعد یہ حساب دینا ہے کہ دنیامیں اس نے کیا کیا؟ کیا کہا اور سنا؟ کن طریقوں سے زندگی بسر کی؟ کن مشاغل میں اپنی قوتیں اور قابلیتیں صرف کیں؟ کن ذرائع سے کمایا؟ اور کن راہوں میں اپنے مال کو صرف کیا؟ اور کن مقاصد کے لیے دنیا میں سعی و کوشش کی؟ مومن کبھی اس خیال میں مبتلا نہیں ہوتا کہ ہمیں بس مر کر مٹی ہو جانا ہے، اور دنیا سے اسی طرح گزر جانا ہے کہ دنیا کے افعال و اعمال کا کوئی نتیجہ برآمد ہی نہ ہوگا۔ نہیں، وہ پختہ یقین رکھتا ہے کہ اس زندگی کے بعد پھر ایک زندگی ہے جس میں اللہ کے سامنے حاضر ہو کر اسے اپنے ایک ایک کام کا، ایک ایک حرکت کا، اور ایک ایک ذرے کا حساب دینا ہے۔ قرآن میں ہے کہ "وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ" جس نے ذرہ برابر بھی کوئی نیک عمل کیا یا جس نے ذرہ برابر بھی کوئی برا عمل کیا اس کا بدلہ ضرور پائے گا۔

اسی چیز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے؟

اَلَا کُلُّکُم رَاعٍ وَّ کُلُّکُم مَّسئُول عَن رَّعِیَّتِہٖ

"خبردار تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا"۔

رعیت سے مراد وہ سب کچھ ہے جو آدمی کے چارج میں دیا گیا ہے، چاہے وہ بال بچے ہوں یا نوکر اور ماتحت ہوں یا جانور اور اسباب زندگی ہوں۔ جس شے پر بھی کسی انسان کا حکم چلتا ہو اور جو کوئی اس کے تابع ہو وہی اس کی رعیت ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے دنیا میں کوئی بھی بے رعیت نہیں ہے۔ ہر ایک کسی نہ کسی دائرے میں راعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت گھر کی راعی ہے، شوہر بال بچوں کی راعی ہے، افسر ماتحتوں کا راعی ہے، حکمران پوری آبادی کا راعی ہے۔ بہر حال ہر انسان کسی نہ کسی طرح کا ضرور راعی ہے، اور کوئی نہ کوئی اس کے چارج میں ضرور ہے۔ اسی رعیت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کو متنبہ کرتے ہیں کہ خبردار، تم اپنی رعیت کے ذمہ دار ہو، اور تمہیں اپنے اللہ کے سامنے جواب دہی کرنی ہوگی کہ تم نے اپنی رعیت پر اختیارات کس طرح استعمال کیے۔ یہ عقیدہ مسلمان کی زندگی کو ایک ذمہ دارانہ زندگی بناتا ہے۔ مسلمان کبھی اس طرح کی زندگی بسر نہیں کر سکتا کہ وہ جو چاہے کھائے، جو چاہے پہنے، جن مشاغل میں چاہے اپنی قوتیں اور اپنا وقت صرف کرتا رہے، جدھر خواہشات نفس لے جائیں ادھر آزادی سے بڑھتا چلا جائے۔ وہ کوئی چھوٹا ہوا جانور نہیں ہوتا کہ جس کھیت میں چاہے گھس جائے، جہاں ہرا چارہ نظر آئے منہ مار دے اور جس راستے کی طرف منہ اٹھ جائے، اس پر دوڑنے لگے، مسلمان کی زندگی کی صحیح مثال وہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمائی ہے کہ

مَثَلُ المُؤمِنِ وَ مَثَلُ الاِیمَانِ کَمَثَلِ الفَرَسِ فِی اٰخِیَتِہٖ یَجُولُ ثُمَّ یَرجِعُ اِلٰی اٰخِیَتِہٖ

"مسلمان اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے کھونٹے سے بندھا ہوا گھوڑا ہوتا ہے کہ چاہے وہ کتنی ہی گردشیں اور جولانیاں دکھائے، بہر حال اس کے گلے کی رسی اسے مجبور کر دیتی

ہے کہ وہ ایک خاص حد پر پہنچنے کے بعد اپنے کھونٹے کی طرف پلٹ جائے‘‘۔

مسلمان جب ایمان و طاعت کے کھونٹے سے بندھا ہے تو رسی کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو، بہر حال وہ ایک خاص دائرے کے اندر ہی اندر گھوم پھر سکتا ہے، اس کی حدود سے باہر نہیں جاسکتا۔ وہ اپنی ساری قوتیں اور کوششیں اسی حد کے اندر صرف کر سکتا ہے جو خدا اور رسول نے مقرر کر دی ہیں۔ اس کی ساری دلچسپیاں، ساری تفریحیں، ساری سرگرمیاں اور تمام کاروائیاں مقررہ حدود کے اندر ہی محدود رہیں گی۔ ان حدود سے باہر جانے کی وہ جرات نہیں کر سکتا۔

اسلام کی اس مختصر تشریح کے بعد اب میں عرض کروں گا کہ ہم دین اسلام کے خادم اور کارکن کیا چاہتے ہیں۔

ہماری دعوت سب لوگوں کو یہ ہے کہ وہ اسلام کو جس کی حقیقت یہ ہے، اچھی طرح جانچ کر، پرکھ کر یہ فیصلہ کریں کہ وہ اسے اپنی زندگی کے دین کی حیثیت سے قبول کرتے ہیں یا نہیں، جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں، اسلام پیدائش سے حاصل نہیں ہوتا، نسل اور نسب سے نہیں مل جاتا، پس یہ ضروری ہے کہ اس سوال کو آپ کے سامنے رکھا جائے، اور آپ سے صاف صاف پوچھا جائے کہ آیا فی الواقع آپ اسے برضا و رغبت قبول کرتے ہیں یا نہیں؟

آپ اس کی عائد کردہ پابندیوں کو اٹھانے پر راضی ہیں یا نہیں؟ آپ کو ایمان کے کھونٹے اور اطاعت کی رسی سے بندھ جانا منظور ہے یا نہیں؟ اگر کسی کو یہ دین پسند نہ ہو اور اسلام کے اصول و حدود کے اندر رہنا گوارا نہ ہو تو اسے پورا اختیار ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے، لیکن چھوڑنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ صاف صاف اسے رد کر دے، اپنا نام بدلے، اپنا تعلق مسلمان سوسائٹی سے منقطع کرلے، اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دے اور پھر آزادی کے ساتھ جس راہ پر جانا چاہے جائے۔ اپنے نئے مسلک کے مطابق جو نام پسند ہو، اسے اختیار کرے اور جو سوسائٹی اسے مرغوب ہو اس میں شامل ہو جائے یا اپنے ہم خیال لوگوں کو ساتھ لے کر کوئی نئی سوسائٹی بنائے۔ بہر حال یہ فریب اور یہ مسخرا پن اب ختم ہونا چاہیے جو آج کل لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے کہ اسلام پسند بھی نہیں ہے، اس کی پیروی پر راضی بھی نہیں ہیں، خیال اور

عمل میں اسے چھوڑ کر دوسرے طریقے اختیار بھی کر چکے ہیں، مگر اصرار ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کہلائے جانے پر ہی مصر نہیں ہیں بلکہ اسلام کے علمبر دار اور اس کے مفتی بھی بنے پھرتے ہیں۔ یہ کھیل بہت دنوں کھیلا جا چکا، اب ہم اسے چلنے نہیں دیں گے۔ اسی طرح یہ منافقانہ رویہ بھی ختم ہو جانا چاہیے کہ اسلام کی جو چیزیں اپنے مفاد اور اغراض کے مطابق نظر آئیں وہ تو قبول کر لی جائیں اور جو چیزیں خواہش نفس کے مطابق نہ ہوں انہیں رد کر دیا جائے یہ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے، جس کا طعنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہودیوں کو دیا گیا تھا کہ کتاب الٰہی سے اپنی پسند کی چیزوں کو تو لے لیتے ہیں اور جو پسند نہ ہوں انہیں رد کر دیتے ہیں۔ یہ نفس پرستی اور خواہش کی بندگی کا جعلی سکہ اب ایمان کے نام سے نہیں چل سکتا۔ کسی شریف آدمی کے لیے بھی یہ جعل سازی اور فریب کاری باعزت نہیں ہے کہ اپنے مطلب کے لیے تو وہ مسلمان ہو اور اسلام کے نام پر اپنے حقوق مانگے مگر اسلام کی پیروی کے لیے وہ مسلمان نہ ہو۔ ہم ہر شخص کے سامنے یہ سوال رکھتے ہیں اور اس کا دو ٹوک جواب چاہتے ہیں کہ تمہیں اسلام اپنے طریق زندگی کی حیثیت سے پسند ہے یا نہیں؟ پسند نہیں ہے تو براہ کرم صاف انکار کرو اور ملت کے دائرے سے باہر ہو جاؤ، اور اگر پسند ہے اور فی الحقیقت تم مسلمان رہنا چاہتے ہو تو سچے دل سے اسے قبول کرو۔ اسلام کے ایک جزو یا چند اجزاء کو نہیں بلکہ پورے اسلام کو لو۔ سیدھی طرح اطاعت کا رویہ اختیار کرو اور اسلام کو اپنا دین مان لینے کے بعد پھر آزادی کا دعویٰ مت کرو۔ مسلمان ہونے کے بعد کسی کو یہ کہنے کا حق رہتا ہی نہیں کہ ہم اپنی عقل اور اپنی پسند کے مطابق جو طریقے چاہیں گے اختیار کریں گے۔ اسلام اس آزادی کو آپ کا حق نہیں مانتا۔

خواتین اسلام سے مطالبہ:

یہ بات ہمیں صرف مردوں ہی سے نہیں کہنی ہے، بلکہ عورتوں سے بھی یہی کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں۔ ہم عورتوں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنی شخصیتوں کو مردوں کی شخصیتوں میں گم نہ کر دیں۔ اپنے دین کو مردوں کے حوالے نہ کریں۔ وہ مردوں کا ضمیمہ نہیں ہیں، ان

کی اپنی ایک مستقل شخصیت ہے۔ عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح اللہ کے روبرو پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال و افعال کا خود حساب دینا ہے۔ قیامت کے روز ہر عورت اپنی ہی قبر سے اٹھے گی۔ اپنے باپ یا شوہر یا بھائی کی قبر سے نہیں اٹھے گی۔ اپنے اعمال کا حساب دیتے وقت وہ یہ کہہ کر نہ چھوٹ جائے گی کہ میرا دن میرے مردوں سے پوچھو، اپنے طریق زندگی کی وہ خود ذمہ داری ہے، اور اسے اللہ کے سامنے اس بات کا جواب دہی کرنی ہوگی کہ وہ جس طریقہ پر چلتی رہی، کیا سوچ کر چلتی رہی۔ لہٰذا ہم عورتوں کا سوال مردوں کے سامنے نہیں خود عورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ اپنی راہ زندگی کا فیصلہ تم خود کرو اور اس امر کا لحاظ کیے بغیر کرو کہ تمہارے مردوں کا فیصلہ کیا ہے۔ اسلام تمہیں اپنے دین کی حیثیت سے پسند ہے یا نہیں؟ اس کے اصول، اس کے حدود، اس کی عائد کی ہوئی پابندیاں، اس کی ڈالی ہوئی ذمہ داریاں، غرض ساری ہی چیزیں دیکھ کر فیصلہ کرو کہ وہ تمہیں قبول ہے یا نہیں؟ اگر ان سب چیزوں کے ساتھ اسلام قبول ہے تو سچے دل سے اس کی پیروی کرو، ادھورے نہیں بلکہ پورے اسلام کو اپنا دین بناؤ اور پھر جان بوجھ کر اس سے انحراف نہ کرو اور اگر قبول نہیں ہے تو شرافت اور سچائی اسی میں ہے کہ صاف صاف اور اعلانیہ اسے چھوڑ دو اور اس کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔

یہ بات ایک مدت سے ہم کہہ رہے ہیں، اور آپ کو اگر ہمارے لٹریچر دروس، بیانات اور مجالس سننے کا موقع ملا ہو آپ اس سے مطلع ہوں تو آپ بھی اس بات کو جانتی ہوں گی کہ ہم نے ہمیشہ اپنے ساتھیوں اور رفیقوں سے یہی کہا ہے کہ آپ گھر کی عورتوں، ماؤں، بہنوں، بیویوں، بیٹیوں پر اسلام کی تبلیغ ضرور کریں ان کو دین، قرآن و سنت کی تعلیمات سے ضرور باخبر رکھو۔ مگر اللہ کے لیے انہیں قوامیت کے زور سے اپنی خواہش کی طرف نہ کھینچیں۔

آپ کے فرائض:

اس طرح سوچ سمجھ کر جو خواتین بطور خود اسلام کو اپنا دین بنائیں ان کو ہم بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے کرنے کے کام کیا ہیں۔

آپ کا پہلا کام:

یہ ہے کہ اپنی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں، اور اپنے اندر سے جاہلیت کی ایک ایک چیز کو چن چن کر نکالیں۔ اپنے اندر یہ تمیز پیدا کریں کہ کیا چیزیں اسلام کی ہیں اور کیا چیزیں جاہلیت کی ہیں۔ پھر اپنی زندگی کا جائزہ لیں اور بے لوث محاسبہ کرکے دیکھیں کہ اس میں جاہلیت کا تو کوئی اثر نہیں پایا جاتا۔ ایسے جو اثرات بھی ہیں ان سے اپنی زندگی کو پاک کیجیے اور اپنے خیالات کو، اپنی معاشرت کو، اپنے عقائد کو، اخلاق کو اور اپنے پورے طرز عمل کو دین کے تابع کر دیجیے۔

آپ کا دوسر کام:

یہ ہے کہ گھر کی فضا کو درست کریں۔ اس فضا میں پرانی جاہلیت کی جو غلط عقائد اور رسمیں چلی آرہی ہیں۔ ان کو بھی نکال باہر کریں اور نئے زمانہ کی جاہلیت کے جو اثرات انگریزی دور میں ہمارے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں انہیں بھی خانہ بدر کریں۔ اس وقت ہمارے گھروں میں پرانے زمانہ کی جاہلیت اور نئے زمانہ کی جاہلیت کا ایک عجیب مرکب رائج ہے۔ ایک طرف تو وہ روشن خیالی ہے جو ہماری مسلمان خواتین کو فرنگیت زدہ شکل میں لا رہی ہے اور دوسری طرف اس روشن خیالی کے ساتھ ساتھ پرانے زمانہ کے جاہلانہ تخیلات، مشرکانہ عقیدے اور غیر اسلامی رسمیں بھی ہماری معاشرت میں برقرار ہیں۔ اب جن خواتین کو اپنے ایمانی فرائض کا احساس ہو جائے ان کا کام یہ ہے کہ پرانی جاہلیت کی رسموں اور تصورات کو بھی چن چن کر گھروں سے نکالیں اور نئے زمانہ کی جاہلیت کے ان مظاہر کا بھی خاتمہ کریں جو فرنگی تعلیم اور انگریزی تہذیب کی اندھی تقلید کی بدولت گھروں میں گھس آئے ہیں اپنے گھروں کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے منور کریں۔

آپ کا تیسرا کام:

یہ ہے کہ اپنے بچوں کو اسلامی طرز پر تربیت دیں۔ ہماری نسلیں اس لحاظ سے بڑی بدقسمت ہیں کہ گھروں کے اندر کبھی قرآن کی آواز ان کے کانوں میں نہیں پڑتی اور نہ وہ اپنی آنکھوں سے گھر کے لوگوں کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم اس لحاظ سے خوش قسمت

تھے کہ بچپن میں ہم اپنے گھروں میں قرآن کی آواز سنتے تھے اور اپنے بڑوں کو نماز پڑھتے دکھتے تھے۔ ہمارے گردو پیش بہر حال کچھ نہ کچھ آثار دین کے باقی تھے لیکن موجودہ نسل کی یہ بدقسمتی انتہا کو پہنچ گئی ہے کہ گھروں کی جس فضا میں وہ پرورش پارہی ہے اس میں نہ قرآن کی آواز کبھی گونجتی ہے نہ نماز کا منظر کبھی سامنے آتا ہے۔ اگر ہمارے گھروں کا یہی حال رہا اور نسلیں اسی طرح غلط تربیت حاصل کرتی رہیں تو جب زندگی کی باگ دوڑ ان کے ہاتھوں میں آئے گی اس وقت شائد اسلام کا نام بھی باقی نہ رہ سکے گا۔ آپ اب اس صورت حال کو ختم کریں اور اس فکر میں لگ جائیں کہ گھروں کی معاشرت میں روزمرہ کے رہن سہن میں، زندگی کے مختلف معمولات میں اسلام نمودار ہو، اور وہ ہمارے بچوں کو آنکھوں کے سامنے چلتا پھرتا اسلام نظر آئے۔ بچے اسے دیکھیں، اس کا مزہ چکھیں اور اس سے اثر قبول کریں۔ ان کے کانوں میں بار بار قرآن کی آواز پڑے۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں نماز کا منظر دیکھیں، پھر وہ اپنی فطرت کے تحت اپنے بڑوں کی تقلید کریں، اور انہیں نماز پڑھتا دیکھ کر خود بخود ان کی نقل اتاریں۔ وہ توحید کا پیغام سنیں وہ عبادت کا مدعا سمجھیں، اسلام کا نقش ان کے دلوں پر قائم ہو، ان کی عادات درست ہوں، ان کے اندر اسلامی ذوق پیدا ہو۔ نئی نسل کے لیے یہ سب کچھ ہمیں درکار ہے، پس وہ تمام عورتیں جو اسلام کو قبول کریں انہیں چاہیے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنی گودوں اور اپنے گھروں کو مسلمان بنائیں تاکہ ان میں ایک مسلمان نسل پروان چڑھ سکے۔

آپ کا چوتھا کام:

یہ ہے کہ اپنے گھر کے مردوں پر اثر ڈالیں، اور اپنے شوہروں، باپوں، بھائیوں اور بیٹوں کو اسلام کی زندگی کی طرف بلائیں۔ عورتوں کو نہ معلوم یہ غلط فہمی کہاں سے ہو گئی ہے کہ وہ مردوں کو متاثر نہیں کر سکتیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ عورتیں مردوں پر بہت گہرے اثرات ڈال سکتی ہے۔ مسلمان لڑکی اگر یہ کہنے لگے کہ اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کی شکل پسند ہے اور چرچل اور ٹرمین کی شکل پسند نہیں ہے، تو آپ دیکھیں گی کہ کس طرح مسلمان نوجوان کی شکلیں بدلنی شروع ہو جائیں گی۔ مسلمان عورت اگر کہنے لگے کہ اسے کالے

"صاحب لوگوں" کا طرز زندگی مرغوب نہیں ہے بلکہ اسے اسلامی زندگی مرغوب ہے جس میں نماز ہو، روزہ ہو، پرہیزگاری اور حسن اخلاق ہو، خدا کا خوف اور اسلامی آداب و تہذیب کا لحاظ ہو تو آپ کی آنکھوں کے سامنے مردوں کی زندگیاں بدلنے لگیں گی۔ مسلمان بیوی اگر صاف صاف کھول کر کہہ دے کہ اسے حرام کی کمائی سے سجائے ہوئے ڈرائینگ روم پسند نہیں ہیں، رشوت کے روپے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا گوارا نہیں ہے، بلکہ وہ حلال کی محدود کمائی میں روکھی سوکھی روٹی کھا کر جھونپڑے میں رہنا زیادہ عزیز رکھتی ہے، تو حرام خوری کے بہت سے اسباب ختم ہو جائیں گے اور کتنی ہی رائج الوقت خرابیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

اسی طرح پر اگر وہ تمام بہنیں جنہوں نے اسلام کو اپنے لیے دین تسلیم کر لیا ہے، اصلاح احوال کی مہم شروع کر دیں تو وہ اپنے اعزہ واقرباء، اپنے خاندان کے لوگوں اور اپنے میل ملاپ رکھنے والے گھرانوں کو بھی بہت سی خرابیوں سے بچا سکتی ہیں اور انہیں نئی اور پرانی جاہلیتوں سے پاک کر سکتی ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ نرم شیریں طریقے سے اپنے عزیزوں اور ملنے جلنے والوں کے سامنے جاہلیت کے طریقوں پر تنقید کریں، انہیں اسلام کے احکام سمجھائیں، ان کو اسلام کے حدود سے آگاہ کریں اور خود بھی اسلامی حدود کی پابندی کر کے اپنا صحیح نمونہ ان کے سامنے پیش کریں۔ یوں اگر کام کیا جائے تو ہماری سوسائٹی کا پورا ڈھانچہ درست ہو سکتا ہے۔

ایک فیصلہ طلب سوال:

اب اگر آپ نے اسلام فی الواقع اپنے لیے پسند کر لیا ہے تو آپ کے سامنے یہ سوال دو ٹوک فیصلہ کے لیے آن کھڑا ہو گا کہ آیا آپ جاہلیت کی پیروی اور اسلام سے بغاوت میں اپنے غلط کار مردوں کی رفاقت کرنے کے لیے آمادہ ہیں یا نہیں؟ اگر آپ نے واقعی اسلام کو پسند کر لیا ہے، تو پھر آپ کو اس سوال کا جواب لازماً نفی میں دینا ہو گا۔ آپ کے لیے یہ ہرگز مناسب نہ ہو گا کہ دوسروں کی دنیا بنانے کے لیے آپ خود اپنی عاقبت خراب کر لیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَبْدٌ اَذْھَبَ اٰخِرَتَہٗ لِدُنْیَا غَیْرِہٖ

"قیامت کے روز بدترین حال اس شخص کا ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی عاقبت خراب کرلی"۔

لہٰذا آپ اپنے مردوں کی دنیا بنانے کی خاطر اپنی عاقبت خراب کرنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوں۔ مسلمان خاتون ہونے کی حیثیت سے آپ شوہر، باپ، بھائی اور بیٹے، ہر ایک پر یہ واضح کردیں کہ ہم اسلام کے اتباع میں آپ کی رفاقت کرسکتی ہیں لیکن اگر آپ کو اسلام کے حدود کی پابندی گوارا نہیں ہے تو آپ جانیں اور آپ کا کام، ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتیں۔ آپ کی دنیا کے لیے اپنی آخرت بگاڑنے پر ہم تیار نہیں ہیں۔

دوسری طرف جن خواتین کے شوہر، باپ، بھائی اور بیٹے خدا اور رسول کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کا کام یہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ دینداری، دین و تحریک کے کام میں پورا تعاون کریں اور تکلیفوں میں ان کا ساتھ دیں۔ ظاہر بات ہے کہ جو شخص اسلام کی حدود کے اندر رہنے کا فیصلہ کرے گا وہ دولت کے کمانے میں ہر طرح کے مال پر ہاتھ نہیں مار سکتا۔ وہ حرام خوری نہیں کرسکتا۔ وہ حلال طریقوں سے محدود کمائی کرکے عیاشی کے سامان فراہم نہیں کرسکتا، پس مسلمان خاتون کو حلال کی تھوڑی کمائی پر قناعت کرنی چاہیے۔ اسلام پر چلنے والے باپوں، شوہروں، بھائیوں اور بیٹوں پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہیے کہ وہ ان کے لیے عیش و عشرت اور لطف و لذت کے سامان فراہم کریں۔ اسی طرح دین حق کی اطاعت اور اس کو قائم کرنے کی کوشش میں مردوں کو بہت سی تکلیف کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور مسلمان خواتین کا فرض ہے کہ ان تکالیف میں اپنے حق پرست مردوں کی سچی رفیق ثابت ہوں۔

تحریکی و تنظیمی خواتین سے چند باتیں:

آپ کو اپنی یہ پوزیشن ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنے کی ضرورت تھی اور آج بھی ہے کہ اللہ نے ایک اسلامی تحریک سے وابستگی کے نتیجہ میں جو بلند مقام آپ کو عطا فرمایا ہے اس کا ہر لمحہ صرف زبانی ہی نہیں بلکہ عملاً شکریہ ادا کرتیں اور اقامت دین کے کام میں اپنے

آپ کو لگا دیتیں۔ لیکن جب آپ کی زندگی اور اس کی دلچسپیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ افسوسناک صورتحال سامنے آتی ہے کہ آپ کو دین کے کام سے جتنی دلچسپی اور لگن ہونی چاہیے اور اس میں بہت کمی ہے بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا بات نہیں ہوگی کہ بظاہر کبھی کبھار جو دلچسپی دینی کام سے نظر آتی ہے وہ آپ کے دل میں پیدا ہونے والی نہیں ہوتی بلکہ اپنے گھر کے مردوں کی زبردستی کا سودا ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف دنیا اور اس کا ساز و سامان حاصل کرنے کی اتنی فکر اور کوشش نظر آتی ہے کہ آپ دین و تحریکی خاتون کم اور دنیادار خاتون زیادہ نظر آتی ہیں۔

اس صورتحال سے دین کا کام نہ صرف ٹھٹھر کر رہ گیا ہے بلکہ اس کے راستہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا ہوتی جارہی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ چند تحریکی اور تنظیمی خواتین ہمارے لئے قابل رشک اور قابل نمونہ ضرور ہیں۔ آپ کی جانب سے دین کے کام میں سستی، کاہلی اور غفلت ہی باعث تشویش نہیں ہے بلکہ ایک عرصہ سے یہ باتیں بھی سننے کو مل رہی ہیں اور عملا دیکھنے میں آرہی ہیں کہ جب آپ کے گھر کے تحریکی مرد آپ سے دینی لٹریچر کا مطالعہ کرنے، دروس و اجتماعات میں شریک ہونے، اس کے پیغام کو عام کرنے میں اپنا علم، اپنی صلاحیت، اپنا وقت اور اپنا مال لگانے اور اپنی بہنوں کے اندر دعوت دین کا کام کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں تو آپ میں سے بعض خوش نصیب خواتین لبیک کہتی ہوئیں دین کے کام پر کمربستہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن ایک بڑی تعداد ایسی خواتین کی ہے جو دین یا اسلامی تحریک سے زبانی تو اپنا تعلق جوڑتے ہوئے نہیں تھکتی ہیں لیکن جب عملا کام کرنے کا موقع آتا ہے تو مختلف حیلے اور بہانوں کا سہارا لے کر اس کام سے جی چرانے لگتی ہیں اور اپنے تحریکی مردوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی ترکیبیں سوچتی رہتی ہیں۔ کبھی بیماری کا بہانہ بن جاتا ہے، کبھی عین وقت پر رشتہ دار یاد آجاتے ہیں، کبھی فوری شاپنگ کا پروگرام آجاتا ہے، کبھی تقریبات کی شرکت لازمی بن جاتی ہے، کبھی مہمان داری کی مصروفیت دامن تھام لیتی ہے، کبھی ٹی وی کا جگمگاتا پروگرام پیر کی زنجیر بن جاتا ہے۔ حالانکہ ان سارے کاموں کا انصاف کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو دوسرے نہیں خود آپ دبی زبان سے کہہ اٹھیں گی کہ بعض کاموں کو چھوڑا جا سکتا تھا، بعض کاموں کو بعد میں کیا جا سکتا

تھا۔ مہمان آگئے تو ان کو بھی درس اور دینی اجتماع و پروگرام میں شریک کروایا جاسکتا تھا۔ شاپنگ دوسرے وقت بھی ہو سکتی تھی۔ ٹی وی کے پروگرام پر لعنت بھیجی جاسکتی تھی۔

اسی طرح بعض خواتین اپنے گھریلو روزمرہ کے کام کاج کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں جیسے صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک اطمینان سے سر کھجانے تک کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ اور اسی مصروفیت کو وہ دین، درس و تعلیم کام سے بچنے کا بہانہ بنا لیتی ہیں۔ حالانکہ ایسی خواتین کے دن بھر کے کام کاج کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ وہ کھانے پینے میں، کمر سیدھی کرنے میں، گھر والوں سے بات چیت کرنے میں، پڑوس کی سہیلیوں سے گپ شپ لڑانے میں، گھر آئے مہمان کے ساتھ گفتگو کرنے میں جتنا وقت صرف کرتی ہیں اور جتنی توجہ دیتی ہیں اس وقت کو اگر دین و تحریکی کام کی فکر کے ساتھ منظّم کیا جائے اور نظام الاقات بنایا جائے تو اتنا وقت بچایا جاسکتا ہے کہ اس وقت میں بہتر کچھ پڑھا جاسکتا تھا، درس و اجتماع میں شریک ہوا جاسکتا تھا اور اپنی بہنوں اور سہیلیوں کو دو چار دین کی باتیں بھی بتائی جاسکتی تھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر آپ چاہیں تو اپنی ساری مصروفیات میں سے دعوت دین و اقامت دین کے کام کے لیے وقت نکالا جاسکتا ہے اور اس کام کو پہلا درجہ مل سکتا ہے۔ اور اگر آپ ہی نہ چاہیں تو نہ ایک منٹ کا وقت نکل سکتا ہے اور نہ آپ کے دل میں کوئی چبھن ہو سکتی ہے۔ اس طرح دینی و تحریکی کام کو آپ کے پاس آخری درجہ نہیں بلکہ سرے سے کوئی درجہ ہی نہیں مل سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اس کا بہت کم احساس ہے کہ آپ کس گھر کی خاتون ہیں۔ آپ کے کندھوں پر کتنی بھاری ذمہ داری کا بوجھ ہے۔ آپ کو کیا کرنا چاہیے اور آپ کیا کر رہی ہیں۔ اس احساس کے نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جس اونچے مقام پر آپ کو کھڑا کیا تھا اس مقام سے نیچے گرتی جارہی ہیں اور اپنے ساتھ اپنے گھر کے دینی، تحریکی مردوں کے لئے بھی کئی مشکلات پیدا کرتی جارہی ہیں۔

خوش فہمی :

میں سوچتا ہوں کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ آپ ایک دینی تحریکی سوچ والے گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور اپنے مردوں کے سدھار کی وجہ سے اطمینان و سکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں لیکن آپ کے دل میں اللہ کے دین کے لیے تڑپ کیوں نہیں پیدا ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں اس کی چند وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ :

آپ کے دل و دماغ میں یہ خیال بیٹھ گیا ہے کہ آپ کے گھر کے مرد بگڑے ہوئے تھے یا دیندار نہیں تھے اس لئے ان کو دھرنا چاہیے تھا۔ میں تو سدھری ہوئی ہوں میرے مزید سدھرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی خوش فہمی آپ کے دل و دماغ پر چھا گئی ہے کہ اس نے آپ کو دین کا کام کرنے سے روک رکھا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرد ایک طرح سے بگڑے ہوئے تھے تو آپ کی حالت ایک دوسری حیثیت سے کچھ کم بگڑی ہوئی نہیں ہے۔ مثلاً مرد جن برائیوں میں ملوث تھے، آپ ان برائیوں میں ملوث تو نہیں ہیں لیکن دین کا جو واضح تصور ایک مسلمان کے لئے ضروری اس سے آپ کا ذہن نہ صرف خالی ہے بلکہ اوہام خرافات، باپ دادا کے غلط رسوم و رواج اور بگڑے ہوئے مسلم معاشرہ کا عام چلن آپ کے نزدیک دین سے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا ہے۔

آپ کا رہن سہن ، بات چیت، لینا دینا، ایک دوسرے کے ساتھ سلوک، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا، دلچسپیاں اور خواہشات، حلال و حرام کی تمیز، دنیا والوں کی خوشنودی حاصل کرنے، برادری میں ناک اونچی رکھنے اور دل کے ارمان پورے کرنے کے لئے خدا کے صاف صاف احکامات کی خلاف ورزی کرنے میں نہ کوئی شرم محسوس کرتی ہیں اور نہ خدا کا خوف اور نہ آخرت کی پکڑ کا احساس ہے۔

رشتہ داروں، سہیلیوں اور اڑوس پڑوس سے گفتگو کرتے ہوئے اس کا شاید ہی لحاظ کیا جاتا ہے کہ آپ کی زبان سے کسی کی غیبت نہ ہو، کسی پر بے جا الزام نہ لگے، کسی پر بہتان نہ

باندھا جائے، کسی کی لگائی بجھائی کرکے دوسروں کے دلوں میں اور دوسروں کے گھروں میں فساد برپا نہ کرایا جائے۔ بلکہ زبان کے اس بے جا استعمال کو رنگ محفل، وقت گذاری اور محفل کو ہنسنے ہنسانے کی ایک تفریح سمجھتی ہیں۔

اسی طرح کی اور بہت ساری خرابیاں ہیں جن کو آپ نہ خرابیاں سمجھتی ہیں اور نہ دین کے خلاف۔ حالانکہ ان کی ایک ایک برائی ایسی ہے جس سے دین وایمان خطرے میں پڑ جاتے ہیں اور خدا سخت غضبناک ہوتا ہے۔ ان خرابیوں کے موجود رہنے اور آپ کے اندر ان کے پروان چڑھنے کے باوجود آپکو یہ خوش فہمی ہے کہ میں تو سدھری ہوئی ہوں اور میری مسلمانی میں ان برائیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور سدھار تو صرف ہمارے مردوں کے اندر آنا ضروری ہے۔

دوسری وجہ:

آپ قرآن و حدیث اور ٹھوس دینی لٹریچر کا مطالعہ کرنا ضروری نہیں سمجھتی ہیں بلکہ چند رسالے پڑھ لینا، کچھ ادھر ادھر سے دینی باتیں سن لینا اور ایک آدھ بار درس قرآن اور دین پروگرام میں شریک ہو جانا کافی سمجھتی ہیں جس کی وجہ سے آپ کے اندر دین حاصل کرنے اور دین کا کام کرنے کی تڑپ پیدا نہیں ہو رہی ہے۔

تیسری وجہ:

گھر کے مرد جب تک بگڑے ہوئے تھے آپ ان کے سدھرنے کی دعائیں مانگتی تھیں لیکن جب وہ سدھر کر آپ کو دین کی باتیں بتانے لگے تو آپ ان کی باتوں کو مذاق میں اڑانے کی کوشش کرتی ہیں آپ یہ سمجھتی ہیں کہ کل کا بگڑا ہوا شخص آج سدھر کر دین کی باتیں کیا بتا سکے گا۔ کیا اس کی باتوں کو قبول کیا جا سکتا ہے؟ آپ اس مرد کو تھوڑا بہت نیک تو ضرور سمجھتی ہیں لیکن اتنا نہیں کہ وہ دین کی باتیں بتانے والا بن جائے اور آپ کے لئے اس کی بات ماننا ضروری ہو جائے۔

چوتھی وجہ:

آپ کے دل و دماغ میں دنیا اور اس کی رنگینیاں اس طرح رچ بس گئی ہیں کہ دنیا پرستوں، خدا کے باغیوں اور بگڑے ہوئے انسانوں کی زندگیوں کی چمک دمک دیکھ کر منہ میں پانی بھر آتا ہے اور آپ کا جی بھی للچاتا ہے کہ اے کاش مجھے بھی ایسی چمکتی دمکتی دنیا مل جائے۔ یہ خواہش اور آرزو دل و دماغ پر اس قدر چھا جاتی ہے کہ آپ چاہے درس قرآن و حدیث کی محفل میں بیٹھی ہوں یا کسی کا بیان سن رہی ہوں یا کوئی کتاب پڑھ رہی ہوں آپ کا ذہن ان باتوں کو اپنے اندر اتارنے کے بجائے کسی کا مکان، فرنیچر، زیورات، کپڑے، گلدستے، بینک بیلنس، آمدنی، ساز و سامان وغیرہ میں الجھا رہتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جب سوچنے سمجھنے کا یہ حال ہو تو دینی و تحریکی بات دل و دماغ میں کیسے اترے گی اور دعوت دین و اقامت دین کے کام کے لئے دل میں آگ کیسے لگے گی، یہاں تو دنیا میں اور اس کے ساز و سامان کی آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

پانچویں وجہ:

آپ کا تعلق اور دوستیاں دیندار تحریکی جماعتی خواتین سے کم اور دنیادار خواتین سے زیادہ ہے۔ ہر گھڑی دنیا اور اس کی رنگینیوں کی باتیں ہوتی رہیں تو دل کے اندر خدا کا خوف، خدا کی محبت، آخرت کی فکر اور دین کے بے مزہ کام کا جذبہ کیسے پیدا ہوگا۔

یہ ہیں وہ چند وجوہات جن کی وجہ سے آپ کا دین جماعت اور اسلامی تحریک سے گہرا تعلق پیدا نہیں ہو سکا ہے بلکہ آپ غور کریں گے اور اپنا بے لاگ جائزہ لیں گی تو اندازہ ہوگا کہ ایک اسلامی تحریک سے جیسا تعلق آپکا ہونا چاہیے اس کے پیدا نہ ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ کئی خرابیاں اندر اترتی جا رہی ہیں جو ایک تحریکی گھرانہ کے لئے تشویشناک ہیں۔ مثلاً:

آپ کے گھر کے مرد پہلے جیسے کچھ بھی رہے ہوں لیکن ایک دیندار بننے اور تحریک سے متاثر ہونے کے بعد ان کی زندگی میں یہ تبدیلی آئی ہے کہ اب حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہیں ان کی آمدنی میں اگر حرام اور ناجائز او مشتبہ چیز کا شائبہ بھی تھا تو انہوں نے اسے ترک کر کے صرف حلال اور جائز آمدنی پر اکتفا کرنا شروع کر دیا ہے۔

ظاہر بات ہے کہ پہلے حلال وحرام کی تمیز کے بغیر جو آمدنی آپ کے گھر میں آتی تھی اس سے آپ ٹھاٹھ کی زندگی گذارتی تھیں مگر جب سے صرف حلال کی آمدنی آپ کے گھر میں آنے لگی ہے اس وقت سے آپ کے ٹھاٹھ باٹ اور بے جا اخراجات پر زد پڑی ہے۔ اس کمی کو برداشت کرنے اور صرف حلال کی روزی پر راضی رہنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اپنی زندگی کے طور طریق کو بدلنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اپنے مردوں سے مطالبات کرتی رہتی ہیں کہ آپ کے گھر کے اخراجات پہلے جتنے تھے ان کو پورا کریں ان میں کمی نہ کریں۔ وہ جب اپنی حلال آمدنی کا حساب پیش کرتے ہیں تو آپ چراغ پا ہو جاتی ہیں اور انہیں ان کی دینداری، تحریکی فکر اور آخرت کی جوابدہی کے احساس کی خوب خبر لیتی ہیں، طعنے دیتی ہیں۔ دوسروں کی مثالیں دے دے کر انہیں پریشان کرتی ہیں۔ ان کی دین پسندی کا مذاق اڑاتی ہیں۔ ان کے سامنے دنیاداروں کی مثالیں پیش کر کے انہیں غیرت دلانے کی کوشش کرتی ہیں، اپنے بچوں کو ان کے خلاف اکساتی ہیں۔ اپنے خاندان میں ان کی تحریکی زندگی کا مذاق اڑاتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی ہر بات کی طرف سے اپنے کان، آنکھیں اور دل کے دروازے بند کر لیتی ہیں۔

جب آپ کے گھر میں تحریکی اور دیندارانہ ماحول پیدا نہیں ہوگا تو آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ کے گھر میں لازماً دنیادارانہ ماحول ضرور پیدا ہوگا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آپ اپنے بیٹا بیٹی کی شادیاں ایسی ہی جگہوں پر کرنے کی فکر کرتی رہتی ہیں جہاں چار پیسے اور دنیاوی طمطراق ہو۔ ایسا کرتے ہوئے کبھی آپ کو خیال نہیں آتا کہ جس گھر میں آپ کی بیٹی جارہی ہے یا جس گھر کی بیٹی آپ کے گھر آرہی ہے اس گھر کا تحریک اور دین سے کتنا تعلق ہے جو لڑکا یا لڑکی آپ کے گھر آرہے ہیں خود ان کا تحریکی نقطہ نظر سے کیا حال ہے۔ ان گھرانوں میں ان کی آمدنیوں میں حرام وحلال کی تمیز کہاں تک پائی جاتی ہے۔ ان سے تعلقات استوار کرنے کے نتیجہ میں دین اور تحریک پر کیا اثرات پڑیں گے، لوگ تحریکی افراد کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے اور تحریکی گھرانوں کی بیٹیوں اور بیٹوں پر اس کے کیا اثرات پڑیں گے۔

ان تمام باتوں کی طرف سے اس لئے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں کہ چار پیسے والے یا ہاتھ

بھر آمدنی والا سمدھیانہ مل جائے اور ایسے سمدھیانے کی وجہ سے سوسائٹی میں آپ کی ناک اونچی رہے اور آپ کی اولاد دنیا کے عیش کر سکیں۔ اس سلسلہ میں آپ کے گھر کے تحریکی مردوں نے ذرا چوں چرا کی تو ان کے پیچھے اس طرح ہاتھ دھو کر پڑ جاتی ہیں کہ آپ کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا ان کے لئے کوئی دوسری جائے پناہ نہیں ملتی ہے۔

اگر خوش قسمتی سے کوئی تحریکی لڑکی بہو بن کر آپ کے گھر آجاتی ہے یا تحریکی فکر والا لڑکا داماد بن کر مل جاتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان بچوں کے اندر مزید تحریکی فکر اور شعور اور ایک تحریک سے مزید تعلق پیدا کرنے اور انہیں تحریکی کام پر لگانے کے بجائے بہو پر گھر کے کام کاج کا اتنا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے کہ اسے پلٹ کر تحریکی کام کے بارے میں سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا ہے۔

اسی طرح داماد کو تحریکی کام پر مزید ابھارنے کے بجائے دنیا پرست نوجوانوں کی مثالیں دے دیکر اسے بھی دنیا پرستی کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ آپ کی بیٹی دنیا میں سکھی رہے، چاہے اس کی عاقبت برباد ہو جائے۔

دین سے محبت اور اسلامی تحریک و تنظیم سے گہری وابستگی نہ ہونے کی وجہ سے آپ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت ٹھیٹھ دنیادارانہ طرز بند کرتی ہیں۔ ان معصوموں کے سامنے مستقبل کے ایسے خوشنما منصوبے پیش کرتی رہتی ہیں کہ دنیا پرستوں کے بچے بھی ان کے آگے پانی بھریں۔ پہلے تو ایسے بچوں کو تحریکی لٹریچر پڑھنے کی فرصت ہی نہیں ملتی اور نہ دروس واجتماعات وغیرہ میں شریک ہونے سے دلچسپی ہوتی ہے۔

اگر باپ دینی و تحریکی کارکن ہے اس کی زبردستی سے بچے دینی و تحریکی لٹریچر پڑھنے اور دروس واجتماعات وغیرہ میں جانے پر آمادہ ہو جائیں تو آپ انہیں اس حد تک آگے بڑھنے کی اجازت دیتی ہیں جہاں آپ کے بنائے ہوئے مستقبل کے خوشنما خاکہ پر زد نہ پڑے۔ اور جب بچے اس حد سے آگے بڑھتے نظر آتے ہیں تو انہیں پیچھے کھینچ لینے کی ہر تدبیر آزمانے پر تیار ہو جاتی ہیں، چاہے اس کے نتیجہ میں آپ کے شوہر سے تو تو میں میں ہی کیوں نہ ہو جائے۔ آپ زبان

سے تو نہیں کہتی مگر اس طرز عمل سے آپ کے دل میں چھپا ہوا چور معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے گھر کے جن مردوں نے تحریک سے وابستگی اختیار کر لی ہے اسے آپ دنیا خراب کر لینا سمجھتی ہیں اور اپنے بچہ کو اس دلدل میں پھنسنے سے بچانا چاہتی ہیں۔ اسی مزاج کا نتیجہ ہے کہ تحریک اور جماعت کو باہر سے افراد تو مل رہے ہیں لیکن تحریکی گھرانوں کے بچے میسر نہیں آرہے ہیں بلکہ دنیا یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ رہی ہے کہ تحریکی گھرانوں کے بچے باطل کے دست و بازو بنے پھر رہے ہیں۔

دینی اور تحریکی بنیاد پر آپ کی سیرت نہ بننے کی وجہ سے آپ کی عادات، خواہشات، معمولات اور تعلقات ان لوگوں سے زیادہ سے زیادہ ہیں جو دنیا پرست ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی محفل میں آپ کی غریب تحریکی بہنیں بھی موجود ہوں اور مالدار سہیلیاں بھی موجود ہوں تو تحریکی بہنوں کو صرف سلام کرتی ہوئی گذر جائیں گی اور مالدار سہیلیوں کے پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھ جائیں گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے آپ کی سیرت پر دینی اور تحریکی رنگ کتنا چڑھا ہوا ہے اور دنیا کا رنگ کتنا غالب ہے۔

یہ ہیں وہ خرابیاں جن کا اعتراف آپ اپنی زبان سے چاہے کریں یا نہ کریں لیکن غیر محسوس طریقہ پر آپ کے اندر اپنی جڑیں اتارتی جا رہی ہیں۔ یہ ساری صورتحال صرف اس لئے پیدا ہو رہی ہے کہ آپ نے سنجیدگی اور توجہ کے ساتھ اپنا تعلق پوری طرح دین و تحریک سے نہیں جوڑا ہے۔

ضمیر کی آواز:

اب تک جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے ضمیر کی آواز ہے۔ میں جماعت و تحریک کا ایک ادنٰی خادم ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اور میرا گھر۔ آپ اور آپ کا گھر سب مل کر دین اسلام کا کام کریں۔ اسلامی تحریک سے وابستہ ہونے کے بعد اگر ہم نے دعوت دین واقامت دین کا کام نہیں کیا تو دنیا میں بھی پکڑے جائیں گے اور آخرت میں جو معاملہ ہوگا اسے خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

میں نے آپ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ میرے برسوں کے مشاہدے کا نچوڑ

ہے۔ میں تمام ہی جماعتی و تحریکی بہنوں کے بارے میں یہ بات نہیں کہتا۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ میں سے ایسی جاں نثار خواتین بھی موجود ہیں جنہوں نے اشاعت دین، قرآن کے بیان اور اقامت دین کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ لگا رکھا ہے۔ میری مخاطب وہ خواتین ہیں جو ابھی تک حق و باطل کی کشمکش کے سمندر کے ساحل پر کھڑی تماشہ دیکھ رہی ہیں اور اپنا وزن حق کے پلڑے میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تحریکی گھرانوں کی ایسی خواتین تماشہ دیکھنے کا مزاج چھوڑ کر عملاً جماعتی و تحریکی قافلہ میں شامل ہو جائیں۔

سوال یہ ہے کہ آپ کس طرح اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کریں؟

میں چند باتیں آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا آپ ٹھنڈے دل سے ان پر غور کریں تو قع ہے کہ انشاء اللہ آپ کے اندر ضرور دینی، جماعتی اور تحریکی لگن پیدا ہو گی۔

آزمائش:

آپ میں سے وہ خواتین و جماعت اور تحریک کے ذمہ داری کی مائیں، بہنیں، بیویاں اور بیٹیاں ہیں وہ اس اہم حقیقت کو محسوس کریں کہ اللہ نے اپنے دین کے کام کے لئے اس گھر کو اور اس کے افراد کو منتخب کر کے اس گھر پر اتنا بڑا فضل فرمایا ہے کہ دوسرے گھر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہزاروں لاکھوں میں سے آپ کے گھر کا انتخاب کوئی کھیل تماشہ کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے جو آپ کے حصہ میں آئی ہے اس کی قدر کیجیے۔ اس پر اللہ کا ہر لمحہ شکر ادا کیجیے اور کوئی ایسی حرکت نہ کیجیے جس سے اللہ ناراض ہو جائے، خدا نہ کرے آپ کی کسی حرکت سے اللہ ناراض ہو گیا تو اس گھر پر جو تباہی نازل ہو گی اس کے تصور سے کلیجہ کانپ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی جانب سے کسی بندے کو کوئی مقام عطا کیا جاتا ہے تو وہ کھیل تماشہ یا دل بہلاوے کے طور پر نہیں بلکہ ایک طرف اسے آزمائش میں ڈال کر کندن بنانا چاہتا ہے اور دوسری طرف اسے اپنے دین کو قائم کرنے والا ایک ستون بنانا چاہتا ہے۔ اسی طرح آپ کے گھر کے جماعتی و تحریکی افراد ایک بڑی آزمائش میں ڈال دیئے گئے ہیں اور جو جتنے بڑے منصب پر فائز ہے اتنی ہی بڑی آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ اگر وہ اس آزمائش میں پورے اتر گئے تو اللہ دنیا

میں بھی انہیں سرخرو کرے گا اور آخرت میں جن نعمتوں سے مالا مال کرے گا وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ کے گھر کے جماعتی مرد پہلے ہی آزمائش میں نہ ڈال لیے۔ بلکہ ان بے چاروں پر رحم کھاتے ہوئے ان کی مدد کیجیے۔ ان کے بوجھ کو ہلکا کیجیے۔ اپنے گھر میں دینی تحریکی ماحول پیدا کیجیے اور اپنے دائرہ کار میں دین کا کام کرکے گھر کی طرف سے انہیں مطمئن کر دیجیے اور انہیں پوری یکسوئی کے ساتھ تحریکی کام کرنے کے مواقع فراہم کیجیے۔

اسی طرح وہ خواتین جو خود دینی کام، تحریک، درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں یا تحریک و جماعت کے کارکنان متفقین اور متوسلین کے گھر کی خواتین ہیں وہ بھی اس بات کو محسوس کریں کہ اگر ان کے گھر کے مرد تحریک سے متاثر ہو کر اپنی زندگی نہ بدل لیتے تو نہیں معلوم آج کس حالت میں ہوتے۔ یہ محض اللہ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ان کو نیک توفیق دی اور اپنے دین کے کام کے لئے چن لیا ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ کی وجہ سے یہ مرد پھر دوبارہ اپنی پرانی زندگی کی طرف لوٹ گئے تو دوسروں کا تو کچھ بھی نہیں بگڑے گا البتہ آپ کا گھر اور آپ کی اولاد تباہ ہو جائیں گے۔ اس سے اللہ کی پناہ مانگیے اور ان کے ساتھ مل کر دین کے کام میں جتنا تعاون دے سکتی ہیں ضرور دیں۔

دینی مطالعہ:

دینی، جماعتی، تحریکی لٹریچر کا بغور مطالعہ کریں۔ قرآن و حدیث کا مطالعہ کریں۔ اپنے گھروں میں تحریکی ماحول پیدا کریں، اپنے بچوں کے اندر تحریکی فکر پیدا کریں خدا کو ناراض کرنے والی باتوں سے پرہیز کریں۔

رزق حلال:

دوسری اہم بات یہ ہے کہ حلال ذریعہ سے جو پیسہ آپ کے گھر میں آرہا ہے اسی پر قناعت کیجیے۔ اسی میں اپنے گھر کے اخراجات پورے کیجیے۔ ناجائز آمدنی کا خیال کبھی بھول کر بھی اپنے ذہن میں نہ لائیے۔ اپنے مردوں سے ایسے مطالبات نہ کیجیے جو انکی آمدنی سے بڑھ کر ہوں۔ کھانے، پینے، کپڑے، برتن اور گھریلو سامان شادی بیاہ کے اخراجات وغیرہ کو اپنی حد کی

اندر رکھیے، دوسروں کی دیکھا دیکھی اپنی چادر سے باہر پیر پھیلائیں گی تو ناجائز آمدنی کا دروازہ کھل جائے گا اور اس دروازے سے اللہ کی رحمت نہیں بلکہ شیطان کی زحمتیں داخل ہونے لگیں گے۔

رشتہ داریاں:

تیسری اہم بات یہ ہے کہ اپنے بیٹا بیٹی کی رشتہ داریاں ایسے گھروں میں کیجیے جو دین و تحریکی گھرانے ہوں۔ بدقسمتی سے تحریکی گھرانوں میں بھی یہ وبا گھس آئی ہے کہ باپ اور کسی حد تک ماں بھی تحریکی فکر رکھنے والے ہوں گے لیکن ان کی اولاد کی تحریکی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا مزاج تحریکی نہ ہوگا، ایسی صورتحال رشتہ کرنے والوں کے لئے بڑی پریشان کن بن جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر جلد بازی سے کام نہ لیجیے بلکہ لڑکا یا لڑکی آپ کو پسند آجائے اور آپ اس گھر میں رشتہ کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں تو اس گھر کو اپنا گھر سمجھئے اور محبت اور ہمدردی کے انداز میں اس گھر کے تحریکی افراد کو سمجھایئے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی و تحریکی تربیت کریں۔

آپ کے گھر کے جو تحریکی افراد ہیں ان کے ذریعہ اس گھر کے لڑکا یا لڑکی سے دوستیاں پیدا کرایئے اور انہیں لٹریچر پڑھوایئے، دروس، بیانات، پروگرامات و اجتماعات میں لے جانے اور دیگر تحریکی جماعتی کاموں سے رغبت پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس کام میں تھوڑا بہت عرصہ ضرور لگے گا لیکن یہ کام دوہرے اجر سے خالی نہیں ہوگا۔ ایک یہ کہ آپ کی کوششوں سے ایک فرد تحریکی بن گیا اور دوسرے یہ کہ آپ نے تحریکی گھرانوں کے لیے ایک ایسی زندہ مثال قائم کی ہے کہ ہو سکتا ہے کئی گھرانے آپ کے نقش قدم پر چلیں۔ جب ایسے لڑکے یا لڑکیاں آپ کے گھر بیاہ کر آئیں گے تو آپ کے گھر میں ایک تحریکی فرد کا اضافہ ہوگا اس کے لئے مددگار ثابت ہو سکیں گے۔

اپنے بچوں کی شادیاں کر دینے کے بعد بے فکر ہو کر نہ بیٹھیے بلکہ مسلسل انہیں دینی و تحریکی کاموں پر لگائے رکھیے ورنہ ان کی جوانی کی توجہات کو سیدھے راستہ پر نہیں موڑا گیا تو دوسرے رخ پر مڑ جائیں گی۔ اس کے بعد آپکو دوبارہ انہیں ٹھیک کرنے میں کافی وقت اٹھانی پڑے گی۔

مالداری۔ حسن و جمال۔ اعلیٰ تعلیم، اونچے عہدے، شاندار مکانات اور بینک بیلنس وغیرہ کے چکر میں نہ پڑیئے کہ ایسے گھرانے کے لڑکا یا لڑکی آپ کے لئے سکون اور دین و جماعت کے لئے فائدہ کا باعث نہیں بنیں گے۔ اگر تحریک کے اندر ایسے افراد ہوں تو نور علی نور ہے، ورنہ صرف اپنے بیٹا بیٹی کی دنیاوی زندگی کو سکھی رکھنے کی نیت سے دنیا پرست لوگوں سے رشتہ داریاں کرنا دین و تحریکی افراد کو نہ زیب دیتا ہے اور دین کے حق میں فائدہ مند ہے۔ ہو سکتا ہے ایسے لوگوں سے رشتہ داری قائم کرنے کے نتیجہ میں آپ کی اولاد دنیا میں سکھی رہ جائے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ کر آپ کی عاقبت خراب کر دے تو یہ سودا نفع کا ہوگا یا نقصان کا آپ سوچیں۔

دنیا پرستی:

چوتھی بات یہ ہے کہ دنیا پرستوں سے دوستی کرنے، بار بار ان کے گھروں اور ان کی تقریبات میں جانے اور ان کے ٹھاٹھ باٹ کے تذکرے کرتے رہنے سے پرہیز کیجیے کیونکہ دین پرستی اور دنیا پرستی دونوں ایک دوسرے کی مخالف چیزیں ہیں۔ دنیا پرستی کے لوازمات میں اور ان کے ٹھاٹھ باٹ میں اتنی کشش ہے کہ آپ لاکھ کوشش کریں ان کے اثرات سے اپنے دل و دماغ کو بچا نہیں سکتی ہیں۔ ان کی زندگی کی رنگینیوں کو اور ان کی پرفریب زندگی کو بار بار دیکھتے رہنے کی وجہ سے منہ میں پانی بھر آتا ہے اور دل میں اپنی محرومی کا احساس چٹکیاں لیتا رہتا ہے۔ شیطان تو ناک میں بیٹھا ہوا ہے وہ آپ کی زبان پر شکوے شکایت اور مطالبات کا ایک دفتر لا کر رکھ دیتا ہے۔ آپ گھر آ کر اپنے مردوں کو پریشان کرنے لگتی ہیں کہ ہمیں بھی فلاں فلاں چیز چاہیے۔ آپ کے ذہن سے یہ حقیقت ہی مٹا دیتا ہے کہ آپ کے مردوں کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ آپ کے مطالبات پورے کر سکیں، یا اگر ان کی حالت اچھی ہی ہے تو ان چیزوں کی واقعی آپ کو ضرورت بھی ہے یا یہ لوازمات زندگی میں سے ہیں۔ اس طرح آپ کا بار بار دنیا پرستوں سے ملتے رہنا کئی فتنے پیدا کر دیتا ہے۔

اس لئے اس طرح کی صحبتوں سے پرہیز کرتے رہیے۔ ہاں البتہ تحریکی کام کے نقطہ نظر سے ان سے ربط پیدا کرنا ضروری ہے۔ لیکن یہ خیال ہر لمحہ رہے کہ آپ ان کو متاثر کر سکیں، ایسا نہ ہو کہ الٹا آپ ان سے متاثر ہو کر آ جائیں۔

غریب تحریکی بہنیں:

پانچویں بات یہ ہے کہ اپنے سے کم درجہ اور غریب دینی و تحریکی بہنوں اور ان کے گھرانوں سے ربط پیدا کیجیے۔ ان سے تعلق بڑھائیے۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہوئے۔ کیونکہ ان غریبوں کے دلوں میں اللہ کے دین کے لئے خلوص زیادہ ہوتا ہے اور ان سے ملتے رہنے سے اللہ کی وہ نعمتیں یاد آتی رہتی ہیں جو ان سے زیادہ آپ کو ملی ہیں، دل اللہ کے شکر سے بھر جائے گا۔

ایسی تحریکی بہنوں سے ربط پیدا کرنے میں خاص احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ان کی کمتر حالت دیکھ کر آپ کے دل و دماغ میں فخر و غرور پیدا نہ ہو کہ آپ ان سے بہتر پوزیشن میں ہیں۔ ان کی کم علمی دیکھ کر آپ کے ذہن میں اپنے عالم ہونے پر فخر نہ ہو۔ ان کا جھونپڑا اور ٹوٹا پھوٹا اور چھوٹا سا گھر اور اس کے اندر کا معمولی سامان دیکھ کر آپ کی ناک نہ چڑھ جائے کہ میرا گھر اس سے زیادہ شاندار ہے، بلکہ آپ انہیں اپنی بہنیں سمجھیں، ان کی قدر کریں، انہیں اپنے قریب جگہ دیں۔ انہیں یہ احساس ہونے نہ دیں کہ دنیا پرست تو ان کو قریب پھٹکنے نہیں دیتے آپ جو دین پرست ہیں آپ بھی ان سے دور بھاگتی ہیں۔

غریب بہت مخلص ہوتے ہیں، ان کے دل خود غرضی سے پاک ہوتے ہیں، دین کی بات سمجھ میں آ جائے تو ہر طرف سے دامن جھلڑ کر دین کی حفاظت کے لیے اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں۔ آپ انہیں اپنے قریب جگہ دیں گی تو یقین کیجیے کہ یہ آپکو اپنے دل کی گہرائیوں میں بٹھالیں گی۔

زرق برق لباس:

چھٹی بات یہ ہے کہ آپ جماعتی و تحریکی گھرانوں میں جاتے ہوئے دروس قرآن کے حلقوں، پروگرامات اور اجتماعات میں جاتے ہوئے اور کسی کے ہاں تقریبات وغیرہ میں جاتے

ہوئے دنیاپرستوں کی طرح زرق.برق لباس پہن کراور زیورات سے لدی پھندی نہ جایئے اور نہ اپنے بچوں کو بھی سنوار سنگار کر لے جایئے بلکہ سیدھے سادھے لباس میں اور اگر خدا نے زیورات دیئے ہوں تو ہلکے پھلکے زیورات ڈال کر جایئے۔ کیونکہ آپ ایک دیندار اور تحریکی گھرانے کی فرد ہیں۔آپ کو اپنے طور طریق، لباس اور گفتگو وغیرہ سے یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ دنیاکے طمطراق کی دلدادہ نہیں بلکہ آخرت کی دلدادہ ہیں۔اگر خدانخواستہ آپ نے ایسانہیں کیاتوآپ میں اورایک دنیاپرست خاتون میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔

اس پہلو پر بھی غور کیجیے کہ آپ کی کتنی ہی تحریکی بہنیں ایسی ہیں جن کے پاس وہ چیزیں نہیں ہیں جو آپ کے پاس ہیں آپ ان زرق.برق لباس اور زیورات کی نمائش ان کے سامنے کی توان کے منہ میں بھی پانی بھرآئے گا۔ان کے دل میں بھی خواہش ابھرے گی کہ اے کاش میرے پاس بھی یہ ساری چیزیں ہوتیں وہ گھرجاکراپنے مردوں سے شکوہ شکایت کریں گی کہ ہمیں آپ نے کنگال بناکر رکھا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ اپنی قسمت کو کوسنے دیں اور اللہ سے شکایت کریں کہ آپ کو تو اتنا کچھ دیا ہے اور ہم پر ظلم کیا ہے۔ ان تمام باتوں کی ذمہ دار آپ بنیں گی۔اگرآپ اتنااہتمام کرکے نہ جاتیں توایسی بات بھی پیدانہ ہوتی۔ آپ غور کریں کہ اس صورتحال کے زمہ دار کون؟اس لئے آپ بھی اس سے پرہیز کریں اوراپنی اولاد کو بھی اس مزاج سے بچائیں۔

ساتویں بات یہ ہے۔آپ کو دینی تحریکی کام کرناہےاور ہر حال میں کرنا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے کام شروع کیاتو بہت ساری خواتین آپ کا ساتھ دینے کے لئے اکٹھا ہو جاتی ہیں ایسے موقعوں پرآپ کادل خوشی سے بھر جاتاہےاورآپ یہ سمجھنے لگتی ہیں کہ آپ کے کام کوپر لگ گئے ہیں اورآپ کی بات پھیل رہی ہے۔لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ نے کام شروع کیاتوایک ساتھی بھی نہیں ملتی، اس میں مہینوں اور برسوں لگ سکتے ہیں۔آپ بھرپور کوشش کرتی ہیں مگر کوئی آپ کی آواز پر لبیک کہہ کر نہیں آتی۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی مشکل سے آپ دو چار ساتھیوں کو جمع کر پاتی ہیں کہ اچانک دوسرا کوئی آکر انہیں بھی اچک لیجاتا

ہے۔یہی نہیں بلکہ آپ کے کام میں کیڑے نکالے جاتے ہیں، طعنے دیئے جاتے ہیں۔ ہنسی اڑائی جاتی ہے۔آپ کا درس دینا آپ کا تقریر کرنا، آپکا کتاب پڑھ کر سنانا دوسروں کے لئے ایک مذاق کا موضوع بن جاتا ہے اور آپ کی نقلیں اتاری جاتی ہیں۔

یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ اس سے آپ کا بددل ہونا اور مایوس ہونا ایک فطری بات ہے۔آپ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ میں تو اتنی دردمندی کے ساتھ اپنی بہنوں کو اللہ کے دین کی طرف بلا رہی ہوں لیکن یہ اللہ کی بندیاں ہیں کہ اس طرف آنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتی ہیں۔

اس سے آپ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ چلو چھوڑ دو شاید مجھ سے یہ کام ہونے کا نہیں ہے، اس طرح کے خیالات آ کر آپ کو پریشان کرتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں چند باتیں آپ اچھی طرح اپنے ذہن میں رکھیں۔ یہ کام ہر حال میں آپ کو کرنا ہے، چاہے ایک ساتھی ملے یا دس بیس ملیں یا کوئی بھی نہ ملے۔

آپ کا کام صرف لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے۔آپ اس کی ذمہ دار نہیں ہیں کہ آپ لوگوں کو دین پر چلنے والا ہی بنا دیں۔ کوئی اللہ کے دین کی طرف آتا ہے تو اس کی خوش نصیبی ہے، اور جو نہیں آتا ہے تو اس کی بدنصیبی ہے۔آپ نے دین کی طرف بلایا اور جو طریقہ بلانے کا ہے ٹھیک اس طریقہ سے بلایا تو آپ کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ کسی کو ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے ذمہ ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ بہت سارے انبیائے کرام علیہ السلام زندگی بھر لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلاتے رہے مگر پوری آبادی سے کہیں تو چند ہی لوگ ان پر ایمان لائے۔ اور بہت سارے انبیاء تو ایسے بھی گذرے ہیں کہ باوجود پوری کوشش کے ایک آدمی بھی ان پر ایمان نہیں لایا۔ کیا ناکام انبیاء ہوئے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ ناکام انبیاء نہیں ہوئے بلکہ ناکام بستی اور قوم والے ہوئے۔اس حقیقت کو آپ اپنے ذہن میں رکھیں۔اس کام کو کرتے ہوئے لوگوں کی کثرت کو دیکھ کر نہ ہمیں خوشی سے پھول جانا چاہیے اور نہ لوگوں کے نہ آنے یا آ کر

چلے جانے سے بد دل اور دل شکستہ ہونا چاہیے، زیادہ لوگ آتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور کم لوگ آتے ہیں یا کوئی بھی نہیں آتا ہے تو اپنی کوتاہیوں کی طرف دیکھنا اور اپنی اصلاح کی فکر کرنا چاہیے۔ کہ ایا میرے انداز بیان و گفتار میں فرق ہے یا مجھ میں کردار و اخلاق کی کمی یا کچھ اور۔

یہ خیال شیطانی خیال ہے کہ کوئی آپ کے بلانے پر آئے گا تو اسی وقت آپ کام کریں گی اور جب کوئی انہیں آئے گا تو آپ اس کام کو چھوڑ دیں گی، یہ شیطانی وسوسہ ہے اسے اپنے دل و دماغ سے جلد از جلد نکال دیں۔

دین کا کام بڑی دل سوزی، حکمت اور ایثار و قربانی چاہتا ہے اور اس کے نتائج بھی بہت دیر میں نکلتے ہیں۔ کیونکہ یہ زندگیوں کو اوپر سے نہیں بلکہ اندر سے بدلنے والا کام ہے۔ اس کام میں جتنی جان جلائی جائیگی اس کا اتنا ہی اجر بھی ملے گا۔

دعا کیجیے:

آخری بات یہ ہے کہ آپ کبھی اس خوش فہمی میں نہ رہیے کہ اللہ کے دین کا کام محض آپ کی محنت سے، علم سے، روپیہ پیسہ سے اور لوگوں کے جمع ہونے سے ہوگا۔ یہ کام اسی وقت ہوگا جبکہ اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ آپ اپنی کسی بھی صلاحیت پر بھروسہ نہ کیجیے بلکہ اللہ کی ذات پر بھروسہ کیجیے۔ اور دین و اقامت دین کا کام پورے خلوص کے ساتھ کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے لئے، اپنے گھر کے جماعتی و تحریکی مردوں کے لئے اپنی دوسری تحریکی بہنوں کے لئے اور جماعت و تحریک کے لئے اللہ سے دعا کرتی رہیے۔ دعاؤں سے بڑے بڑے معرکے سر ہوتے ہیں۔ آدمی اللہ کے دین کا کام کرتا ہوا اللہ ہی سے مدد و نصرت طلب کرے تو اس کا فضل جن جن راستوں سے مدد کرتا ہے اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

محترم خواتین!

میں نے اللہ کے دین اور ایک اسلامی جماعت و تحریک کے مفاد کی خاطر اپنی بات بغیر کسی لاگ لپیٹ کے آپ سے کہہ دی ہے۔ میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ ٹھنڈے دل ودماغ سے اور سنجیدگی کے ساتھ ان باتوں پر غور کریں۔ کوئی بات آپ کے دل پر اثر کرے تو اللہ کا نام لیکر کمر ہمت باندھ لیجیے اور دین کے کام کو اپنے سارے کاموں پر مقدم رکھتے ہوئے اس کام کو شروع کر دیجیے۔ زندگی مختصر ہے اور کام بہت پڑا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم غافل رہیں یا دنیا رنگینیوں میں پھنسیں رہیں اور موت کا فرشتہ آکر ہمیں دبوچ لے۔ اس کے بعد ہم خدا کے حضور خالی ہاتھ جاتے ہوئے کف افسوس ملتے رہیں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مجھے، میرے گھر کو، آپ کو اور آپ کے گھر کو دین اور اسلامی تحریک کا بے لوث خادم بنائے۔ آمین یا رب العلمین۔